(۱) ملک میں بڑھتی ہوئی نفرت انگیزی کی روک تھام کے اِقدامات پر غور

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29 مئی 2022 دیوبند

آج ہمارا ملک نفرت اور مذہبی تعصب کی آگ میں جل رہا ہے۔ خواہ لباس ہو، کھانا ہو، عقیدہ ہو، تہوار ہو، یا زبان و معیشت ہو، ہندستانیوں کو ہندستانیوں کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نوجوانوں کو تعمیری کاموں میں لگانے کے بجائے تخریب کا آلہ کار بنایا جارہا ہے۔ اور سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ فرقہ پرستی کی یہ سیاہ آندھی سرکاری سرپرستی میں چل رہی ہے، جس نے اکثریتی طبقے کے ذہن کو زہر آلود کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

مزید برآں قومی میڈیا اشتعال پھیلانے کا سب سے بڑا حربہ بن گیا ہے۔ مسلمانوں، مسلم حکمرانوں اور اِسلامی تہذیب کے خلاف بے ہودہ اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کی مہم پورے شباب پر ہے اور ارباب اقتدار قانونی گرفت کے بجائے ان کو آزاد چھوڑ کر حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔

جمعیۃ علماء ہند اس بات پر فکر مند ہے کہ مسلم اور اسلام دشمنی کے اعلانیہ اور اجتماعی اظہار کے باعث، عالمی سطح پر وطن عزیز کی بدنامی ہو رہی ہے اور اقوام عالم میں ہندستان کی متعصب، تنگ نظر اور مذہبی انتہا پسندی کی شبیہ بن رہی ہے، جس کی وجہ سے بین الاقوامی پلیٹ فارم پر ہندستان مخالف عناصر کو اپنا ایجنڈا آگے بڑھانے کا موقع مل رہا ہے۔

ایسی صورت حال میں ملک کی سالمیت اور ترقی کے حوالے سے جمعیۃ علماء ہند حکومت ہند کو متوجہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ فوری طور ایسے اقدامات پر روک لگائے، جو جمہوریت، انصاف اور مساوات کے تقاضوں کے خلاف اور اِسلام دشمنی پر مبنی ہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ اکثریت کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرکے اپنا تسلط قائم رکھنا، ملک کے ساتھ وفاداری نہیں؛ بلکہ سراسر دشمنی ہے۔ آج کل جس طرح قومی یکجہتی کو جعلی قوم پرستی کے نام پر سبوتاژ کیا جارہا ہے، اُس کو جمعیۃ علماء ہند صرف مسلمانوں کا نہیں؛ بلکہ پوری قوم کا نقصان عظیم اور وطن کی سالمیت کے لیے خطرناک سمجھتی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس تمام انصاف پسند جماعتوں اور ملک دوست اَفراد سے اپیل کرتا ہے کہ ردعمل اور جذباتی سیاست کے بجائے متحد ہوکر شدت پسند اور فسطائی طاقتوں کا سیاسی اور سماجی سطح پر مقابلہ کریں اور ملک میں بھائی چارہ، باہمی رواداری اور اِنصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں۔

اگر فسطائی جماعتوں اور اُن کے حامیوں کا یہ خیال ہے کہ اُن کے اِس جبر وظلم کے آگے مسلمان سرنگوں ہوجائیں گے اور وطن عزیز میں وہ اُن کی غلامی اور جبر کی زنجیروں میں بندھ جائیں گے، تو یہ اُن کی خام خیالی ہے، ہندستان ہمارا ملک ہے، اِس ملک میں ہم پیدا ہوئے ہیں اور اس کی فضاؤں میں ہم پروان چڑھے ہیں۔ ہمارے آباواَجداد نے اِس ملک کو نہ صرف مضبوط و مستحکم کیا ہے؛ بلکہ اس کے تحفظ وبقا کے لیے اپنی جانیں تک قربان کی ہیں، اِس لیے ہم ملک میں مسلمانوں، یا کسی بھی طبقہ کے ساتھ نااِنصافی اور اِمتیازی برتاؤ کو برداشت نہیں کرسکتے۔

جمعیۃ علماء ہند اُمت کے نوجوانوں اور طلبہ کی تنظیموں کو خاص طور سے متنبہ کرتی ہے کہ وہ اندرونی وبیرونی وطن دشمن عناصر کے براہ راست نشانے پر ہیں، انھیں مایوس کرنے، بھڑکانے اور گمراہ کرنے کا ہر حربہ استعمال کیا جارہا ہے، اِس لیے حالات سے ہرگز مایوس نہ ہوں اور نہ ہی صبر وہوش کا دامن چھوڑیں؛ بلکہ اپنی ملی تنظیموں اور ذمہ دار شخصیات پر اعتماد رکھیں۔

(۲) اسلاموفوبیا کے انسداد سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28،29 مئی 2022 دیوبند

ہندستان میں اِسلاموفوبیا اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی کے واقعات روز بروز بڑھتے جارہے ہیں۔ اِسلاموفوبیا، صرف مذہبی عداوت نہیں؛ بلکہ عداوت کو ذہن اور فکر پر حاوی کرنے کا نام ہے، جو ایک عالم گیر اَلمیہ اور انسانی حقوق اور جمہوری اَقدار سے متصادم ہے، جس کی وجہ سے پوری قوم کو مذہبی، سماجی اور سیاسی انتہا پسندی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہمارا وطن عزیز پہلے کبھی اس حد تک اس کی زد میں نہ تھا؛ لیکن آج ملک کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئی، جو ملک کی صدیوں پرانی شناخت کو بدل دینا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک مشترکہ اقدار کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اُن کو صرف اپنا اقتدار عزیز ہے۔ اِس صورتِ حال پر جمعیۃ علماء ہند انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے درج ذیل تدابیر اپنانے کی ضرورت محسوس کرتی ہے:

(۱) لاء کمیشن کی 2017ء میں شائع ہونے والی 267ویں رپورٹ کے مطابق تشدد پر اکسانے والوں کو خاص طور پر سزا دینے کے لیے ایک علاحدہ قانون وضع کیا جائے اور سبھی اقلیتوں؛ بالخصوص مسلم اقلیت کو سماجی و اقتصادی طور پر الگ تھلگ کرنے کی کوششوں پر روک لگائی جائے۔

(۲) تمام مذاہب، نسلوں اور قوموں کے درمیان رواداری، پرامن بقائے باہم اور بین المذاہب ثقافتی ہم آہنگی کے پیغام کو فروغ دینے کے لیے اقوامِ متحدہ کی طرف سے مقررہ ۱۵؍ مارچ کو ہر سال ’’عالمی اسلاموفوبیا ڈے‘‘ منایا جائے، جس میں انسانی وقار کے احترام کا واضح پیغام دیا جائے، اور ہر قسم کی نسل پرستی و مذہبی امتیاز کے خاتمے کے لیے مشترکہ عزم کا مظاہرہ کیا جائے۔

(۳) اِن حالات کے تدارک کے لیے جمعیۃ علماء ہند نے ’’جسٹس اینڈ ایمپاورمنٹ انیشیٹو فار انڈین مسلمس‘‘ کے نام سے ایک مستقل شعبہ قائم کیا ہے، جس کا مقصد ظلم وستم کو روکنا اور اَمن وانصاف کے قیام کے لیے حکمت عملی تیار کرنا ہے۔

تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ جنگ صرف ایک شعبہ قائم کرکے نہیں جیتی جاسکتی؛ بلکہ اس کے لیے ہر سطح پر مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے، اس لیے جمعیۃ علماء ہند اپنی سبھی اکائیوں کو متوجہ کرتی ہے کہ وہ اس تحریک کا حصہ بنیں اور دلچسپی کے ساتھ اس کے کاموں میں شریک ہوں۔

(۳) دستوری حقوق سلب کرنے اور یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کی کوششوں پر اظہار تشویش

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29 مئی 2022 دیو بند

مسلم پرسنل لاء میں جو اُمور شامل ہیں، مثلاً: شادی، طلاق، خلع، وراثت وغیرہ وہ کسی سوسائٹی، شخصی یا گروہ کے بنائے ہوئے نہیں ہیں، نہ وہ تہذیب اور رسم ورواج کے معاملات ہیں، بلکہ وہ بھی نماز، روزہ، حج وغیرہ کی طرح مذہبی احکام کا حصہ ہیں اور قرآنِ کریم واحادیث شریفہ سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ اِس لیے اِسلام سے ثابت شدہ قوانین، یا احکام میں کسی بھی طرح کی تبدیلی، یا اس پر عمل کرنے سے کسی کو روکنا؛ دین اسلام میں صریح مداخلت اور دستور ہند کی دفعہ 25 میں دی ہوئی ضمانتوں کے خلاف ہے۔

لیکن موجودہ سرکار یکساں سول کوڈ لاکر مسلم پرسنل لاء کو ختم کرنا چاہتی ہے اور سابقہ حکومتوں کی یقین دہانیوں اور وعدوں کو پس پشت ڈال کر ملک کے آئین کی اصل روح کو نظر انداز کر رہی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حکومت ہند کو متنبہ کرتا ہے کہ مسلمان اِسلامی اَحکامات میں کسی قسم کی تبدیلی ہرگز قبول نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب دستور ہند کی ترتیب عمل میں آئی، تو بنیادی حقوق کے تحت واضح اور صریح الفاظ میں یہ ضمانت دی گئی کہ ملک کے ہر شہری کو آزادی ضمیر اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر کاربند رہنے اور تبلیغ وتعلیم کا حق ہر شہری کو حاصل ہے۔ اِس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ آئین ہند کی بنیادی دفعات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلم پرسنل لاء کے تحفظ کے سلسلے میں واضح آرڈیننس جاری کیا جائے۔

اگر حکومت یکساں سول کوڈ نافذ کرنے کی کوشش کرے گی، تو مسلمانانِ ہند اور دیگر طبقات اِس عظیم ناانصافی کو برداشت نہیں کریں گے، اور اس کے لیے دستوری اور آئینی حدود میں رہتے ہوئے ہر طرح کے اقدامات پر مجبور ہوں گے۔

اس موقع پر جمعیت علمائے ہند مسلمانان ہند کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ شریعت میں مداخلت کی راہ اسی وقت ہموار ہوتی ہے، جب مسلمان بذات خود شریعت پر عمل کرنے میں مستعد نہ ہوں۔ اگر مسلمان اپنی شریعت کے تمام احکام کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے مستعد رہیں، تو کوئی قانون ان کو اس سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لیے تمام مسلمان شریعت اسلامیہ پر پوری طرح ثابت قدم رہیں اور مایوسی ومرعوبیت کے شکار نہ ہوں۔

(۴) اقلیتوں کے تعلیمی اور اقتصادی حقوق پر غور

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29/مئی 2022 دیوبند

مسلمانوں کی تعلیمی و اقتصادی صورتِ حال کی اَبتری کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، اِس سلسلے میں سچر کمیٹی وغیرہ کی رپورٹیں چشم کشا اور حقیقت حال کی آئینہ دار ہیں۔ اِس خراب صورتِ حال میں جہاں ایک طرف حکومتی پالیسیوں کا دخل ہے، وہیں ہم مسلمانوں کا رویہ بھی نامناسب اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔

اِس لیے جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس جہاں مرکزی و صوبائی حکومتوں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیمی و اقتصادی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے ضروری اِقدامات کریں اور اِس راہ کی رکاوٹوں کو دور کریں۔ وہیں مسلمانوں سے بھی پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ پوری سنجیدگی کے ساتھ تعلیمی و اقتصادی میدان میں آگے بڑھیں۔ اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دلانا اور اُن کی صحیح تربیت کرنا، کھانے پینے سے بھی زیادہ ضروری سمجھیں۔

نیز آج کے اجلاس کا یہ خاص پیغام ہے کہ مسلم بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنے اسکول اور کالج الگ سے قائم کیے جائیں؛ تاکہ اُن کے عقائد اور اِسلامی اَقدار کا تحفظ ہوسکے۔

(۵) گیان واپی اور متھرا عیدگاہ سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29/مئی 2022 دیوبند

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس قدیم عبادت گاہوں کے تنازعات کو بار بار اٹھا کر ملک کے امن وامان کو خراب کرنے والی طاقتوں اور ان کے پس پشت سیاسی مفادر کھنے والی جماعتوں کے رویے سے سخت نفرت و بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ گیان واپی مسجد، متھرا عیدگاہ اور دیگر مساجد ان دنوں اسی منافرتی مہم کی زد میں ہیں، جس کا حتمی نتیجہ ملک کے امن وامان اور اس کے وقار وسالمیت کو نقصان پہنچانا ہے۔

ایودھیا تنازع کی وجہ سے پہلے ہی سماجی ہم آہنگی اور فرقہ وارانہ امن وامان کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اب ان تنازعات نے مزید محاذ آرائی اور اکثریتی غلبہ کی منفی سیاست کو نئے مواقع فراہم کیے ہیں۔

حالاں کہ پرانے تنازعات کو زندہ رکھنے اور تاریخ کی مزعومہ زیادتیوں اور غلطیوں کو درست کرنے کی کوشش کرنے سے ملک کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا، اِس سلسلے میں بنارس کی ذیلی عدالت نے تفرقہ انگیز سیاست کو مدد فراہم کی ہے اور عبادت گاہ (خصوصی دفعات) ایکٹ ۱۹۹۱ء کو صریح طریقے سے نظرانداز کیا ہے، جس کے تحت یہ طے ہو چکا ہے کہ 15/اگست 1947 کو جو عبادت گاہ جس حیثیت پر قائم تھی، اُسی پر قائم رہے گی۔ نیز بابری مسجد سے متعلق سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو نظرانداز کیا ہے، جس میں دیگر عبادت گاہوں کے تحفظ کو یقینی بنانے سے متعلق اس ایکٹ کا خاص طور سے تذکرہ کیا گیا تھا۔

جمعیۃ علماء ہند ارباب اقتدار کو متوجہ کرتی ہے کہ تاریخ کے اختلافات کو زندہ کرنا؛ ملک کے امن وامان کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہے۔ خود سپریم کورٹ نے بابری مسجد کے فیصلے میں عبادت گاہ ایکٹ ۱۹۹۱ کو آئین کے بنیادی ڈھانچے کی اصل روح بتایا ہے، جس میں یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ حکومت، سیاسی جماعتوں اور مذہبی گروہوں کو اس معاملے میں گڑے مردا کھاڑنے سے اجتناب کرنا چاہیے، تب ہی جا کر آئین کے ساتھ کیے گئے عہد کی پاسداری ہوگی، ورنہ آئین کے ساتھ بہت بڑی بدعہدی کہلائے گی۔

(۶) مسلم اوقاف سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29/مئی 2022 دیوبند

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اوقافی جائیدادوں کے تحفظ اور ان کی آمدنیوں کو صحیح مصارف اور واقف کی منشا کے مطابق استعمال کرنے کے سلسلے میں اپنی فکرمندی کا اِعادہ کرتا ہے، آزادیِ ہند کو ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد تمام تر کوششوں اور دعوؤں کے باوجود موقوفہ جائیدادوں کے تحفظ اور آمدنی اور خرچ کے سلسلے میں نظام صحیح نہیں ہو پایا ہے۔ اس کے علاوہ وقف کی ایسی بہت ساری جائیدادیں ہیں، جن کو حکومتوں نے بالجبر اپنے قبضے اور تصرف میں لے رکھا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس مسلم اَوقاف سے متعلق حکومت سے درج ذیل مطالبہ کرتا ہے:

(۱) وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء میں سیکشن 107 شامل کیا گیا تھا، جس کے تحت لیمیٹیشن ایکٹ 1963ء سے وقف جائدادیں مستثنیٰ قرار دی گئیں۔ اس ترمیم کا فائدہ تب ہوگا جب اسے ماضی سے نافذ العمل قرار دیا جائے، کیوں کہ وقف کی اکثر جائدادیں، جن پر ناجائز قبضے ہیں، یا جن سے متعلق عدالتوں میں مقدمات قائم کیے جاسکتے ہیں، وہ بیشتر ماضی سے تعلق رکھتے ہیں۔ چوں کہ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں یہ کہا ہے کہ لیمیٹیشن ایکٹ سے استثنیٰ 1996ء سے پہلے کے جائدادوں پر لاگو نہیں ہوگا، اس لیے اس کی شدید ضرورت ہے کہ قانون میں ترمیم کر کے اس کے نفاذ کی مدت کو ماضی سے مانا جائے، تاکہ ان تمام جائدادوں کے سلسلے میں راحت مل سکے جو ناجائز قبضے میں ہیں۔

(۲) تمام صوبوں میں وقف جائدادوں کو کرایہ قانون سے مستثنیٰ کیا جائے۔

(۳) جن مقامات پر وقف بورڈ کی تشکیل نہیں ہو پائی ہے اور جہاں افسران اور وقف بورڈ کے عہدیداروں کی آسامیاں خالی ہیں، وہاں فوری طور پر وقف بورڈ کی تشکیل کی جائے اور نئے تقرر کیے جائیں۔ تمام وقف بورڈ کے دفاتر میں فل ٹائم CEO مقرر کیا جائے IS اور IPS کے طرز پر انڈین اوقاف سروسز کا خصوصی کیڈر بنایا جائے۔

(۴) اَوقاف کی اِفادیت اور پسماندہ مسلم اقلیت کی معاشی ترقی کے حوالے سے قائم کردہ وقف ڈیولپمینٹ کارپوریشن کو فعال کر کے مقصد برآری کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں اور جلد از جلد عملی اقدامات کی رپورٹ (ATR) پیش کی جائے۔

(۵) محکمہ اَوقاف اور محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام جو ویران اور غیر آباد مساجد ہیں، جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلا تاخیر ان کو واگزار کیا جائے اور ان میں نماز کی اجازت دی جائے۔ نیز جہاں نمازیں ہو رہی ہیں، ان میں نماز سے نہ روکا جائے۔

(۶) SGPC کے طرز پر وقف بورڈ کو خود مختار ادارہ بنایا جائے۔

(۷) اَوقاف سے متعلق سچر کمیٹی کی رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کی جائے اور اس کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اقدامات کیے جائیں۔

(۸) صوبائی سطح پر ہر حکومت وقف بورڈ کی تمام اکائیوں کو فعال کرے اور جدید رہنما ہدایات کے مطابق نئے سرے سے سروے کرایا جائے، جس میں مزارات، مساجد، امام باڑے اور دیگر اوقافی جائیدادیں شامل ہوں۔ سروے میں درج ذیل اَعداد و شمار جمع کیے جائیں:

(۱) کتنے اَوقاف مسلم انتظامیہ کے قبضے میں ہیں؟

(۲)۔ کتنے اوقاف شخصی قبضے میں ہیں؟

(۳) کتنے اوقاف غیر مسلموں کے قبضے میں ہیں؟

(۴) کتنے اوقاف مرکزی وریاستی حکومتوں کے قبضے میں ہیں؟

(۵) اُن کی تخمینی مالیت کیا ہے اور آمدنی کتنی ہے؟

ہر صوبے کا چیف منسٹر وقف بورڈ کے چیئر مین کو ایک لیٹر بھیجے، جس میں جلد از جلد سروے مکمل کرنے کی ہدایات ہوں۔

(۹) جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں؛ بالخصوص اَوقاف کے متولیوں اور انتظامیہ کمیٹیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اَوقاف کی حفاظت میں اپنی دینی وشرعی ذمہ داریاں نبھائیں اور مالی خورد وبرد اور اَسباب ضیاع سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(۷) سد بھاؤنا منچ کے مستحکم کرنے پر غور

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29/ مئی 2022 دیو بند

جمعیۃ علماء ہند کے دستور کی دفعہ (۸) ’’سماجی خدمات‘‘ کے تقاضوں کے مطابق اجلاس مجلس منتظمہ منعقدہ ۱۲/ستمبر ۲۰۱۹ء میں ’’جمعیۃ سد بھاؤنا منچ‘‘ کی تشکیل کا فیصلہ لیا گیا تھا، جس میں کم از کم گیارہ ممبر ہوں گے، اُن میں نصف غیر مسلم اَفراد ہوں گے۔ اِس منچ میں جمعیۃ کے فعال (ایکٹیو) ممبران اور بلالحاظ مذہب وملت مقامی ذمہ داروں کو شامل کیا جائے گا۔ منچ ہر ماہ میٹنگ منعقد کرے گی، جس میں برادرانِ وطن کی شرکت کو یقینی بنایا جائے اور دستور کی دفعہ (۸) میں درج ہدایات کے مطابق مشترک عملی اقدامات کیے جائیں۔

(۱) مختلف مذہبی فرقے کے لوگوں کا مشترکہ اِجتماع کرنا۔

(۲) شہری ضروریات کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرنا۔

(۳) مزدوروں، کسانوں اور پسماندہ لوگوں کی خدمت کرنا۔

(۴) یتیموں، بیواؤں، مجبور لوگوں کی مدد کرنا۔

(۵) منشیات اور جنسی بے راہ روی کی روک تھام کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنا۔

(۶) حساس مذہبی مسئلوں (مثلاً گئوکشی، عبادت گاہوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، مذہبی تہواروں، نیز عبادات کے لیے عوامی مقامات کا استعمال جیسے مسائل) میں باہمی گفت وشنید سے پرامن حل نکالنا۔

(۷) ماحولیات کے تحفظ جیسے شجر کاری، پانی کے استعمال میں احتیاط اور گندگی سے علاقے کو پاک کرنے کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنا۔

آج کے مخصوص حالات میں یہ اجلاس جمعیۃ علماء کے ذمہ داروں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اس تحریک کو مستحکم کریں اور بلا تاخیر اپنے اپنے علاقوں میں ’’جمعیۃ سد بھاؤنا منچ‘‘ کی کمیٹیاں تشکیل دیں۔

جمعیۃ علماء یہ بھی اعلان کرتی ہے کہ وہ دھرم سنسد کے ذریعہ نفرت پھیلانے والے اَفراد اور گروہوں کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے ملک گیر سطح پر کم از کم ایک ہزار ’’سد بھاؤنا سنسد‘‘ منعقد کرے گی، جس میں سبھی مذاہب کے بااثر اَفراد کو مدعو کیا جائے گا۔

(۸) اِسلامی تعلیمات کے سلسلے میں غلط فہمیوں کے اِزالہ اور اِرتدادی سرگرمیوں کے اِنسداد پر غور

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28،29/مئی 2022 دیوبند

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ دورِ حاضر میں مذہب اسلام کے بارے میں منصوبے کے تحت غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں، جن سے نہ صرف انصاف پسند غیر جانب دار برادرانِ وطن متأثر ہوتے ہیں؛ بلکہ اُن کا اثر ہماری نئی نسل پر بھی پڑ رہا ہے۔ یہ غلط فہمیاں خاص طور پر دہشت گردی، شدت پسندی اور خواتین کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کے حوالے سے پیدا کی جارہی ہیں۔

اِس لیے ہمارا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ ہم اہل وطن کے درمیان، اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں، اُن کے اِزالہ کی کوشش کریں۔ بالخصوص میڈیا کے غلبہ کے دور میں، میڈیا کے ذریعے اسلامی احکام وعقائد وقوانین کے خلاف پروپیگنڈہ اور اسلامی تحریکات کی کردارکشی کی مہم کا موثر جواب دیا جانا؛ آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اِس سلسلے میں فوری طور سے درج ذیل اِقدامات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے:

(۱) سوشل میڈیا کے ذریعہ ایسے پیغامات تیار کر کے نشر کرنا، جو اِسلام کے محاسن اور مسلمانوں کے صحیح کردار کو اُجاگر کریں۔

(۲) جدید تعلیم یافتہ ذہنوں میں پرورش پارہے اِلحادی اَفکار کی اِصلاح کے لیے اُن کے مزاج سے ہم آہنگ مواد فراہم کرنا اور موقع بموقع اُس کے لیے تربیتی اِجتماعات منعقد کرنا۔

(۳) سیرت کے عنوان سے اِسلامی کوئز منعقد کرنا اور اُس میں سبھی مذاہب اور طبقات کے طلبہ کو شامل کرنا۔

آج کا یہ اجلاس بالخصوص جمعیۃ علماء کے ذمہ داروں اور بالعموم مدارسِ اسلامیہ، ملی تنظیموں سے التماس کرتا ہے کہ وہ اِس سلسلے میں خصوصی بیداری کا مظاہرہ کریں اور دین اسلام کی خدمت کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

(۹) فلسطین اور عالم اسلام سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29/مئی 2022 دیوبند

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس فلسطین میں اسرائیلی تشدد اور مسجد اقصی میں نمازیوں کے ساتھ مار پیٹ پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ تشدد اور بڑے پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں اسرائیل کی ایک شناخت بن گئی ہیں۔ نہتے اور کمزور فلسطینیوں اور ان کے بچوں کو قتل کرنا اس دہشت گرد اور شیطانی حکومت کی صفت خاصہ ہے، یہ اس کی توسیع پسندانہ سوچ کا مظہر ہے کہ پچاس لاکھ سے زائد فلسطینی بے گھر ہیں اور وہ لگا تار اس سلسلہ ستم کو جاری رکھا ہوا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند اِس سلسلے میں بین الاقوامی برادری سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس ظلم وستم کے طویل عہد کے خاتمے کے لیے درج ذیل فوری اِقدامات کو بروے کار لائے:

(۱) اَقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 1860 (2009) کے مطابق اسرائیل کو غزہ کی 15 سالہ پرانی ناکہ بندی ختم کرنے اور کراسنگ پوائنٹس کھولنے پر مجبور کیا جائے۔

(۲) اَقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 2334 (2016) کے مطابق اسرائیل کو مشرقی یروشلم سمیت مغربی کنارے میں یہودی آبادکاری کی تمام سرگرمیاں بند کرنے کی ہدایت دی جائے۔

(۳) اِسرائیل مقبوضہ فلسطینی سرزمین میں انسانی حقوق کی تمام خلاف ورزیوں اور زیادتیوں سے فوری طور سے باز آئے، جس میں طاقت کا ناجائز استعمال، مکانات کی مسماری، جبریہ بے دخلی اور بین الاقوامی اصولوں کی فوجی خلاف ورزیوں کے لیے جوابدہی کو یقینی بنایا جائے۔

(۴) مسجد اقصی میں نمازیوں کے آزادانہ داخلے کو یقینی بنایا جائے اور اس پر اسرائیلی تسلط کا جلد خاتمہ کیا جائے۔

(۵) ایک آزاد خود مختار فلسطینی ریاست کے قیام کو یقینی بنایا جائے اور اسرائیل کو مجبور کیا جائے کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرے اور مقبوضہ عرب علاقوں کو خالی کرے۔

(۶) ہندستان نے ہمیشہ اور ہر فورم پر فلسطینیوں کی جدوجہد اور آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی حمایت کی ہے، یہ ملک کی شاندار روایت رہی ہے کہ اس نے استعماری اور قابض طاقتوں کی مخالفت کی ہے۔ موجودہ وقت میں ہماری حکومت سے امید ہے کہ وہ اس روایت کو باقی رکھے گی۔

(۷) جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس فلسطین کے علاوہ عالم اسلام کے دیگر ممالک؛ بالخصوص شام اور یمن کی صورتِ حال پر بھی اپنے دکھ اور قلق کا اظہار کرتا ہے اور یہ مخلصانہ اپیل کرتا ہے کہ مسلمانوں کا حکمراں طبقہ، نہایت بیدار مغزی اور دردمندی کے ساتھ حالات کے تقاضوں کو محسوس کرے اور اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر اَدا کرے۔

(۱۰) ماحولیات کے تحفظ سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29 مئی 2022 دیو بند

اِنسانی زندگی میں صفائی وستھرائی کی بڑی اہمیت ہے، اِس کے بغیر کسی سنجیدہ قوم اور مہذب معاشرے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا کے تمام مذاہب اور قدیم ترین تہذیبیں خصوصیت سے صفائی پر زور دیتی رہی ہیں۔ اگر اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے، تو صفائی نصف ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ نیز ماحولیاتی انحطاط، موسمی تبدیلی اور غیر پائیدار ترقی کی وجہ سے موجودہ اور آنے والی نسلوں کے انسانی حقوق بشمول جینے کے حق کو سب سے زیادہ دباؤ اور سنگین خطرات ہیں۔ اس کے مدنظر جمعیۃ علماء ہند ملک کے باشعور شہریوں کو متوجہ کرتی ہے کہ وہ:

(۱) خود کی صفائی، اپنے گھر اور گھر کے باہر والے حصے کی صفائی اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں میں شامل کریں۔

(۲) ائمہ مساجد، مقررین اور بااثر افراد کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پیغام کو عام کریں کہ
''گندگی صرف گندگی نہیں ہزاروں وبائی امراض کی جڑ ہے''۔

(۳) فضائی آلودگی سے بچنے کے لیے آکسیجن پارک اور بڑی تعداد میں شجرکاری وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اِسی طرح پانی قدرت کا حسین تحفہ ہے، جس سے بشمول انسان تمام مخلوقات کی حیات وابستہ ہے۔ اس لیے ہمیں یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی زندگی میں پانی کے اسراف سے کس طرح بچیں، بالخصوص مذہبی ادارے خود کو بطور آئیڈیل پیش کریں۔ مسجدوں اور عبادت گاہوں میں ایسا سسٹم اپنانا چاہیے کہ بلاضرورت پانی کا استعمال نہ ہو۔

(۱۱) ہندی زبان اختیار کرنے سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29 رمئی 2022 دیوبند

اردو زبان سے ہمارا قومی و وطنی رشتہ ہے، یہ ہماری علمی، تاریخی اور مذہبی ورثہ کی امین ہے، نیز یہ زبان مسلمان اور اہل وطن کی مادری زبان ہے۔لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم قومی زبان ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں، بنگالی، تامل، ملیالم، پنجابی، گجراتی، آسامی وغیرہ سے احتراز کریں۔ بلکہ یہ بھی بلاتفریق ہماری اپنی زبانیں ہیں اور برادران وطن کے ساتھ رابطے، باہمی افہام وتفہیم اور رشتوں کے استحکام کے لیے انتہائی سودمند ہیں۔

اس لیے ہم اپنے اکابر کی روایات و ہدایات کے مطابق مسلمانوں بالخصوص اہل علم حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ اردو کے ساتھ ہندی اور علاقائی زبانوں کا استعمال کریں، اس سلسلے میں ائمہ حضرات، واعظین ومقررین کو خاص طور سے متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ جمعہ اور دینی جلسوں کی تقاریر و پیغامات ہندی یا دیگر علاقائی زبانوں میں پیش کریں۔

اس موقع پر حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین مدنیؒ کے اس خطاب کا تذکرہ مفید ہے جو آپ نے جمعیۃ علماء ہند کے سترہویں جلاس عام بمقام حیدرآباد میں ہندی کو علمی زبان بنانے سے متعلق فرمایا:

’’مسلمان جو کم وبیش سو برس تک غیر ملکی زبان یعنی انگریزی کو فروغ دینے میں سرگرم عمل رہے، کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہندی سے نفرت کریں یا اس کو علمی زبان بنانے کی کوششوں میں حصہ نہ لیں، انگریزی بہت سے سمندروں کو پار کر کے ہندستان پہونچی تھی لیکن ہندی زبان کسی دوسرے ملک سے نہیں آئی، وہ خود ان کے ملک میں پیدا ہوئی اور بہت سے علاقوں میں خود مسلمانوں نے اس کی تخلیق میں حصہ لیا‘‘

(۱۲) اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تجویز

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29 رمئی 2022 دیوبند

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس انتہائی قلق کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ پیشوایان مذہب بالخصوص پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نفرت انگیز اور گستاخانہ بیانات، مضامین ونعروں کا سلسلہ دراز ہوتا جارہا ہے جو مسلمانوں اور ملک کے دیگر باشعور افراد اور گروہوں کے لیے سوہان روح ہے۔

مسلمان جو تمام برگزیدہ انسانوں کے احترام کو جزو ایمان سمجھتے ہیں، جب وہ معلم شرافت وانسانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ حرکتیں دیکھتے ہیں تو قدرتی طور پر ان کا احساس شدید ہوتا ہے اور وہ ایک روح فرسا اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ان کی انسانیت نواز بے چینی کا جواب، ارباب اقتدار کی طرف سے نہایت سرد مہری سے دیا جاتا ہے۔

بے شک یہ اغراض پرستی کہ تحفظ ناموس مقدس کو سیاسی اغراض یا ذاتی مقصد کا آلۂ کار بنا کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جائے نہایت شرمناک اور مستحق صد ہزار نفرت ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کو اس کا شدت سے احساس ہے کہ یہ واقعات جس رنگ سے پیش آرہے ہیں، وہ فرقہ پرستوں کی سوچی سمجھی اسکیم کا نتیجہ ہیں، اس لیے ایسے قانون کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے جس سے اس قسم کی فتنہ انگیزیوں کا سد باب ہو اور پیشوایان مذاہب کی عزت وحرمت محفوظ رہے۔

اس لیے جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت جلد از جلد کوئی ایسا قانون وضع کرے جس سے لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ بے بسی ختم ہو، اس قسم کی شرمناک ناگفتہ بہ حرکتوں کا انسداد ہو اور پیشوایان مذاہب کا احترام جو تمام انسانوں کا مشترک فرض ہے محفوظ رہے۔ اس سلسلے میں جمعیۃ علماء ہند نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی داخل کر رکھی ہے کہ توہین رسالت کے مرتکبین کے سلسلے میں سپریم کورٹ کی جاری کردہ ہدایات پر عمل درآمد کیا جائے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ عدالت عظمی اس سلسلے میں جلد از جلد اپنی ہدایات کا اعادہ کرتے ہوئے حکومت ہند کو متنبہ و بیدا کرے گی۔ لیکن اسی کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے جانے والے ہمارے رسولؐ کی سیرت و کردار اور انسانیت کے لیے آپ کی خدمات وقربانیوں سے عام لوگوں کو ان کی زبان میں واقف کرایا جائے۔ اہل علم واصحاب قلم اپنی صلاحیتیں ایسے مفید اور مختصر کتابچوں کی تصنیف وتالیف میں صرف کریں اور ایسے مختصر پیغامات بنائیں جو آڈیو یا ویڈیوز کی شکل میں سوشل میڈیا کے ذریعہ نوجوانوں تک پہنچایا جائے تا کہ اذہان کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

(۱۴) آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت اور دیگر متوازی تنظیموں کے سلسلے میں تجویز

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس ملک کی دیگر نظریاتی جماعتوں کے ذریعہ کیے جا رہے قومی وملی مفاد کے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، تاہم اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ایسی جماعتوں میں بحیثیت رکن شامل ہونا مناسب نہیں ہے جو جمعیۃ کے نظریے سے اتفاق نہیں رکھتی ہو۔

اسی پالیسی کے تحت ماضی میں جمعیۃ کے اراکین کو مجلس مشاورت کے ساتھ اشتراک عمل سے روکا گیا تھا، موجودہ حالات میں مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس یہ واضح کرتا ہے کہ مجلس مشاورت کے پروگراموں میں شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، البتہ رکنیت اور عہدہ قبول کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۱۴) تجویز تعزیت

بموقع اجلاس مجلس منتظمہ جمعیت علمائے ہند۔ 28، 29 رمئی 2022 دیوبند

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس ملک وبیرون ملک کی ان مقتدر اور اہم شخصیات کے سانحہ ارتحال پر رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور مغفرت وبلندی درجات کی دعا کرتا ہے، جو گذشتہ اجلاس مجلس منتظمہ منعقدہ ۱۲، ستمبر ۲۰۱۲ء سے اب تک داغ مفارقت دے کر راہی آخرت ہوئے ہیں، بالخصوص حضرت امیر الہند رابع صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوریؒ، جمعیۃ علماء ہند کے دونوں نائبین صدر حضرت مولانا مفتی خیر الاسلام، حضرت مولانا امان اللہ قاسمی، حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالخالق سنبھلی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا سید محمد ولی رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری، مولانا نور عالم خلیل امینی استاذ ادب دارالعلوم دیوبند، مولانا جابر قاسمی صدر جمعیۃ علماء اڈیشہ، پروفیسر نثار احمد انصاری کی اہلیہ محترمہ، مولانا عبدالاحد قاسمی صدر جمعیۃ علماء ضلع سہرسہ بہار، مولانا الیاس صاحب بارہ بنکوی شیخ الحدیث جامعہ کاشف العلوم مرکز نظام الدین، مولانا نظام الدین خاموش رکن شوری دارالعلوم دیوبند، مولانا رفیق احمد قاسمی جماعت اسلامی ہند، احمد پٹیل، مولانا کلب صادق، والدہ محترمہ مولانا احمد شاہ خضر مسعودی صاحب، مولانا نثار احمد قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم اسلامیہ بستی، مولانا ابوبکر قاسمی ناظم اعلی جمعیۃ علماء جھارکھنڈ، محمود الظفر رحمانی رام پور، مولانا شبیر احمد قاسمی نائب صدر جمعیۃ علماء راجستھان، والدہ مفتی ذکاوت حسین صاحب، مولانا سعدان قاسمی، جناب محمد مظفر حسین صاحب جہاز قطعہ والد گرامی مولانا یسین جہازی صاحب،